افادات حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ
مرتبہ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی

علمی جواہر پارے

۱۔ فرمایا: ایک ہیں مقامات اور ایک ہیں حالات ۔ حالات مقصود نہیں ہیں مگر مقامات مقصود ہیں۔ (حالات جیساکہ اچھے خواب کا نظر آنا ، عبادت میں لذّت حاصل ہونا ، رقت کا طاری ہوجانا یا انوار وغیرہ کا دیکھ لینا ۔ اور مقامات جیسے مقام صبر کا حاصل ہوجانا ، مقام رضا پر فائز ہونا ، مقام شکر کو پالینا وغیرہ ذالک   رزقنا اللّٰہ بفضلہ وکرمہ)

۲۔ فرمایا: واردات کے لئے ایک شرط ہے۔ قنوط عن الواردات ۔ امید واردات سے واردات میں بے حد تاخیر ہوتی ہے۔ اس پر ایک صاحب کا جو غالباً حضرت ہی سے بیعت تھے کا قصہ بیان فرمایا کہ نسبت کے ظہور کے متمنی تھے ، اور مدّت تک اس کا ظہور نہیں ہوا ایک دفعہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے جس میں اکثر حکام اور داڑھی منڈھے وغیرہ تھے ۔ میں نے دیکھا تو ان کی حالت بہت بہتر معلوم ہوئی ۔ مجلس کے بعد میں نے پوچھا مولوی صاحب آج کیا بات ہے؟ اس نے جواب میں نہایت فرحت کے ساتھ کہا الحمدللہ اس مجلس میں وہ نسبت حاصل ہوگئی ، جس کی مدت سے تمنا تھی ۔ میں نے کہا: یہ اس لئے کہ ایسی مجلس میں آپ کو ایسی حالت حاصل ہونے کی امید نہیں تھی۔

(اس تنبیہ میں جہاں حضرت مدظلہ نے اس کو یہ تلا دیا کہ واردات اور حالات کے حاصل ہونے کیلئے قنوط عن الواردات ضروری ہے ، وہاں یہ بھی اشارہ فرما دیا کہ یہ برکت فساق و فجار کے فسق و فجور کی نہیں ، کہیں غلط فہمی نہ ہوجاوے بلکہ واردات سے صرف نظر اور نظر الی المقصود وا

نیکی کا فیضان ہے ـــــ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگان دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے جہاں دولت استقامت سے نوازا ہے جو کہ اصلی مقصود اور اعلیٰ نعمت ہے وہیں یہ حضرات نعمت کشف وکرامت سے بھی نوازے گئے ہیں۔ کیونکہ حضرت مدظلہٗ کو اسکی اچھی حالت کشفاً معلوم ہوئی۔ ع

یار ما ایں دارد و آں نیز ہم

میں کہتا ہوں اگر کسی بدعتی کی مجلس میں بھی کوئی اچھی حالت وارد ہو تو اس کو بھی اسی پر قیاس کیا جاوے کہ وہ بدعتی کے بدعت کی برکت نہیں بلکہ کسی اور نیکی کا اثر ہے، جس کی طرف توجہ نہیں ہے۔

۳۔ فرمایا: ہر علم کا ایک ہوتا ہے مبداء، ایک ہوتا ہے وسط، اور ایک انتہاء۔ عمرانیات جس میں سائنس وغیرہ بھی داخل ہیں، کا مبداء تو ہے مادیات، وسط ہے ان میں تفکر اور ان سے استفادہ بالنظر وغیرہ۔ ارشاد خداوندی و یتفکرون فی خلق السموات والارض۔ میں ان دونوں کا ذکر ہے۔ لیکن منتہیٰ اور غایت اس کی ہے وصول الی معرفۃ خالق المادیات۔ اس کی طرف ارشاد ذیل میں راہنمائی فرمائی گئی ہے کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ فرمایا پہلے جملہ سبحانک میں عظمت الٰہیہ اور دوسرے جملہ فقنا۔ الخ میں خشیۃ ربانیہ کا ذکر ہے۔

۴۔ فرمایا، پہلے لوگوں کے علوم مادیہ بہ نسبت آج کے سطحی ہوتے تھے، مگر غرض وغایت کے لحاظ سے بہت بہتر اور گہرے، کیونکہ ان سے وصول الی الخالق ہو جاتا تھا۔ بدوی کا علم البعرہ بھی موصل الی الغایۃ ہو گیا۔ اور آج کے علوم گہرے عمیق اور طویل وعریض تو ہیں مگر بے معنی، اس ضمن میں فرمایا: یورپ کے بدمعاشوں نے کائنات کو چھان مارا مگر خدا تک نہ پہنچ سکے۔

۵۔ فرمایا: (متقدمین میں سے کسی مشہور حکیم کا نام لیکر) کہ وہ منکر معاد تھا۔ ایک دن کسی زبردست اور ظالم نے اس کو کئی ڈنڈے رسید کئے۔ یہ انتظار میں رہا کہ قدرت اس سے انتقام لے گی۔ روزمرہ پوچھتا تھا کہ اس کا کیا ہوا معلوم ہوا کہ مرنے تک اس کو اس ظلم پر کوئی سزا نہیں ملی۔ تو کہا: علمت ان وراء ھذا العالم عالم آخر۔ معلوم ہوا کہ اس جہان کے بعد کوئی اور جہان ہے جس میں انسان سے اپنے اعمال کا بدلہ لیا جاوے گا۔

۶۔ فرمایا: رات کو غیب سے مناسبت ہے، اور لطائف عالم غیب (عالم امر) سے ہیں۔ اس لئے رات کو ان اوراد کا اثر زیادہ ہوگا۔ ایک اور مجلس میں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جو حضرات دن کو بھی شغل لطائف فرماتے ہیں تو مصنوعی رات بنا لیتے ہیں، یعنی اکیلے بیٹھ کر دروازہ بند کر کے آنکھیں بند کیں اور اوپر کپڑا بھی ڈال دیا تاکہ جتنا بھی ہو سکے اندھیرا کر لیں تاکہ مصنوعی سی رات بن جاوے۔ اس

(باقی صفحہ پر)